اکائی ۳ : مترادف اور متضاد الفاظ

ترتیب :

۳-۰ مقصد

۳-۱ دیباچہ

۳-۲ متن کا پہلا حصّہ

۳-۳ متن پر گفتگو

۳-۴ مترادفات

مشق I

۳-۵ دوسرا متن

۳-۶ دوسرے متن پر گفتگو

۳-۷ متضاد الفاظ

اپنا امتحان خود لیجیے I

۳-۸ لفظوں کے جوڑ

۳-۹ کچھ دوسرے جوڑ

۳-۱۰ اضافت

۳-۱۱ تشبیہ

مشق II

۳-۱۲ تیسرا متن

۳-۱۳ تیسرے متن پر گفتگو

۳-۱۴ تیسرے متن کے بارے میں کچھ اور باتیں : ضرب المثل اور محاورے

اپنا امتحان خود لیجیے II

۳-۱۵ خلاصۂ بحث

مزید مطالعے کے لیے

جوابات

۳۔ ۰ مقصد

۱۔ اردو زبان میں اپنی بات اچھی طرح ادا کرنے کی لیاقت پیدا کرنا۔
۲۔ ایک ہی مفہوم کی باریکیوں کو ادا کرنے والے لفظوں کی جان کاری دینا اور
۳۔ ان کے مخالف الفاظ سے واقفیت پیدا کرکے آپ کو زبان و بیان پر بہتر قدرت حاصل کرانا ہی اس باب کا مقصد ہے۔
۴۔ لفظوں کے جڑنے سے جو نئی صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان کے بارے میں آپ کو معلومات فراہم کرنا۔
۵۔ محاورے اور ضرب الامثال کی مدد سے زبان سے بہتر واقفیت اور زبان و ادب کا بہتر استعمال سکھانے میں مدد کرنا اس اکائی کا مقصد ہے کہ آپ خود بھی ان محاوروں کو اپنی تقریر و تحریر میں برتیں۔

۳-۱ دیباچہ

اکائی ۲ میں آپ نے لفظوں کے بننے کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کی تھیں لیکن لفظوں کی بناوٹ ہی تو سب کچھ نہیں ہے۔ اصل تو ان کا استعمال ہے۔ کبھی کئی لفظ ایک ہی طرح کی بات کہتے ہیں، کبھی دو لفظ ایک دوسرے کے مخالف بن کر سامنے آتے ہیں، کبھی وہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑ جاتے ہیں اور نئے نئے معنی پیدا کرتے ہیں۔ اس سے ہمیں خیال کو ادا کرنے میں مدد ملتی ہے تو آئیے لفظوں کی دنیا کے ان گوشوں کی سیر کریں۔

۳-۲ متن کا پہلا حصہ

آئیے ذرا لفظوں کے برتنے کا انداز کسی مشہور لکھنے والے کی زبان سے سیکھیں:
اُردو کے مشہور ناول نگار نذیر احمد نے دہلی میں ہیضے سے پیدا ہونے والی ویرانی اور پریشانی کا ذکر اس طرح کیا ہے:

"اب سے دُور ایک سال دہلی میں ہیضے کا اتنا زور ہوا کہ ایک حکیم بقا کے کوچے سے ہر روز تیس تیس چالیس چالیس آدمی چھیجنے لگے۔ ایک بازارِ موت تو البتہ گرم تھا، ورنہ جدھر جاؤ سناٹا اور ویرانی، جس طرف نگاہ کرو

وحشت و پریشانی۔ جن بازاروں میں آدمی کا آدھی رات تک کھوے سے کھوا چھلتا تھا، ایسے اُجڑے پڑے تھے کہ دن دوپہر جاتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ کٹوروں کی جھنکار موقوف، سودے والوں کی پکار بند، ملنا جُلنا اختلاط و ملاقات، آمد و شد، بیمار پرسی و عیادت، بازدید و زیارت، مہمانداری و ضیافت، کل رسمیں لوگوں نے اُٹھا دیں۔ ہر شخص اپنی حالت میں مبتلا، مصیبت میں گرفتار، زندگی سے مایوس، کہنے کو زندہ پر مُردے سے بدتر، دل میں ہمت نہ ہاتھ پاؤں میں سکت۔ یا تو گھر میں اٹوانٹی کھٹوانٹی لے کر پڑ رہا یا کسی بیمار کی تیمارداری کی، یا کسی یار آشنا کا مرنا یاد کرکے کچھ رو پیٹ لیا۔" (توبۃ النصوح)

۳-۳ متن پر گفتگو

مندرجہ بالا پارا آپ نے پڑھا۔ اس میں مصنف نے دلّی میں ہیضے سے پھیلنے والی تباہی کا ذکر کیا ہے۔ یہ تباہی کوئی معمولی تباہی نہ تھی۔ ایک ایک محلّے میں روز تیس تیس چالیس چالیس آدمی مرنے لگیں تو تباہی کا کیا ٹھکانا! مگر مصنف صرف تعداد بتا کر بات ختم نہیں کرتا۔ اس لیے کہ تعداد اگرچہ اہم ہے مگر اس سے بھی زیادہ اہم تو دہشت و ویرانی کے اثرات ہیں۔ جو ہر طرف پھیلتے جا رہے ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ایک کو بیان کرتا ہے۔

دہشت کے لیے: ۱۔ بازاروں میں ــــ دن دوپہر جاتے ہوئے ڈر معلوم ہوتا تھا!
۲۔ مصیبت میں گرفتار؛
۳۔ زندگی سے مایوس
۴۔ کہنے کو زندہ، پر مُردے سے بدتر
۵۔ دل میں ہمت نہ ہاتھ پاؤں میں سکت

ویرانی کے لیے: ۱۔ بازار ــــ اُجڑے پڑے تھے
۲۔ کٹوروں کی جھنکار موقوف
۳۔ سودے والوں کی پکار بند
۴۔ ملنا جُلنا ــــ کل رسمیں لوگوں نے اُٹھا دیں
۵۔ گھر میں اٹوانٹی کھٹوانٹی لے کر پڑ رہا

آپ نے دیکھا، دہشت کی کیفیت بیان کرنے کے لیے کم از کم پانچ باتیں بیان کی گئی ہیں اور اسی طرح ویرانی کی کیفیت بیان کرنے کے لیے بھی۔ گویا ان پانچ باتوں کے معنی بھی

وہی ہیں جو ایک لفظ دہشت اور ویرانی کے ہو سکتے ہیں۔ ذرا غور تو کیجیے ایسا کیوں کیا گیا۔ کیا یہ محض لفاظی ہے ؟ کیا یہ لفظوں کا بے جا استعمال اور ان کا فضول صرف کرنا ہے ؟ نہیں۔ بلکہ مصنف ان حالات کی مکمل تصویر کھینچنا اور ان کیفیتوں کو زیادہ پُر اثر بنانا چاہتا ہے تاکہ پڑھنے والوں کو اس دہشت اور ویرانی کا پورا احساس ہو سکے۔ ایک ہی بات کو مختلف انداز میں کہنے کا یہ عمل لفظوں میں بھی ہوتا ہے۔ اسی بارے میں مندرجہ ذیل لفظوں کو دیکھیے :

سنّاٹا	اور	ویرانی
وحشت	اور	پریشانی
بیمار پُرسی	اور	عیادت

۴-۳ مترادفات

کبھی کبھی لفظ تقریباً ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ لغت میں ان میں سے کسی ایک لفظ کے معنی دیکھیے تو دوسرا لفظ دیا ہوا ہوگا۔ ایسے لفظوں کو اصطلاح میں مترادف کہا جاتا ہے۔ یعنی سنّاٹا اور ویرانی ایک دوسرے کے مترادف ہیں۔ اسی طرح بیمار پرسی اور عیادت۔ مترادفات (مترادف کی جمع) : مترادف الفاظ کا استعمال ہر زبان میں ہوتا ہے۔ یہ لفظوں کی بے جا بھرمار نہیں، بلکہ لکھنے والا اپنی بات پر زور دینے کے لیے، اس کو واضح کرنے کے لیے، اس کے مختلف پہلوؤں کو سمیٹنے کے لیے مترادفات کا استعمال کرتا ہے۔

مترادف لفظوں کے معنی کبھی بالکل ایک ہوتے ہیں جیسے اوپر کے لفظوں میں بیمار پرسی اور عیادت۔

ایسے چند الفاظ اور دیکھیے :

دن، روز، یوم

رات، شب، لیل

صادق، سچّا

کاذب، جھوٹا

درست، ٹھیک، صحیح

ڈر، خوف

گُناہ ، معصیت ، پاپ

عبادت ، پرستش ، پُوجا

بڑا ، کبیر، عظیم ، بزرگ

خوشی ، مسرّت

دوسری قسم ان لفظوں کی ہوسکتی ہے جو بالکل یک معنی نہیں رکھتے، بلکہ ان کے معنی ملتے جلتے ہوتے ہیں ۔ جیسے اوپر کے لفظوں میں :

سنّاٹا اور ویرانی

وحشت اور پریشانی

ایسے چند الفاظ اور دیکھیے :

مہربانی ، کرم ، عنایت ، شفقت

خوشی ، انبساط ، شادمانی ، طرب ، مسرت ، نشاط ، بشاشت

ولولہ ، جوش

عقل ، دانش ، ہوش ، دانائی

خدشہ ، ڈر ، خطرہ ، دبدبہ

آفت ، مصیبت ، پریشانی

لیکن یہ بات یاد رکھیے کہ مترادفات خواہ پہلی قسم کے ہوں یا دوسری قسم کے ، زبان میں ان کا استعمال بہت عام ہوتا ہے جس زبان میں جتنے مترادفات ہیں وہ اتنی ہی مال دار ہے اور جس اہلِ قلم کی دسترس زیادہ سے زیادہ مترادفات تک ہو وہ اپنے خیالات کو زیادہ آسانی اور وضاحت سے اور مؤثر انداز میں بیان کرسکتا ہے ۔ وہ اس بیان میں رنگارنگی پیدا کرکے دل کشی پیدا کرسکتا ہے ۔ انیس نے جب یہ کہا تھا ع اک پھول کا مضموں ہو تو سو رنگ سے باندھوں ، تو ایک طرح سے یہ بھی زبان دانی کا ہی دعویٰ تھا اور اس میں یہ بات بھی شامل تھی کہ ان کو الفاظ پر بے پناہ قدرت حاصل تھی ۔ آپ اپنی کتاب میں بہت سے مترادفات پڑھیں گے ۔

ذیل میں کچھ مترادفات دیے جارہے ہیں :

اُمید ، رجا

یاس ، نااُمیدی

غم ، رنج ، الم ، افسوس

تعظیم، عزت، تکریم
ظلم، ستم، زیادتی
قدر، عزت، منزلت
وعدہ، عہد، پیماں
شان، شوکت، شکوہ
صحت مند، تندرست
دانا، عقل مند، دانش مند

مشق I

۱۔ مترادفات سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ (۲۰ الفاظ)
۲۔ مترادفات کے استعمال کا کیا فائدہ ہے؟ چار جملوں میں لکھیے (۲۰ الفاظ)
۳۔ مندرجہ ذیل جدول کے پہلے اور تیسرے کالم میں کچھ لفظ لکھے گئے ہیں تیسرے کالم کے لفظوں کی ترتیب بدل کر دوسرے کالم میں اس طرح لکھیے کہ پہلے اور دوسرے کالم کے آمنے سامنے کے لفظ مترادف ہوں۔

۱	۲	۳
شور		غم
ظلم		عیش
رواج		غُل
تغیر		تعظیم
عشرت		ستم
الم		رسم
تکریم		تبدل

۴-۵ دوسرا متن

اب ایک اور مشہور لکھنے والے سے لفظوں کا استعمال سیکھیے اور دیکھیے وہ لفظوں کو کس طرح برتتے ہیں :

اردو کے صاحبِ طرز مصنف محمد حسین آزاد کا ایک اقتباس پڑھیے :

"ظرافتِ اصلی اور ظرافتِ نقلی میں اتنا ہی فرق ہے جتنا آدمی اور بندر میں۔ سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اسے بندر کی طرح جھوٹ موٹ کی دغابازیاں اور ویسے ہی نقلیں کرنے کی عادت ہے۔ دوسرے اس قسم کے کام کرکے نہایت خوش ہوتا ہے بلکہ دونوں باتیں اُسے یکساں ہیں۔ خواہ خلعت پہنا دے، خواہ رسوا کردے۔ ابھی ایک شخص کو باعظمت و احترام بنا دے، ابھی چٹکیوں میں اُڑا دے۔ کسی کی نافہمی اور بدعقلی دکھا دے، کسی کی دانش و دانائی سُنا دے۔ ابھی دولت و نعمت کی مسند پر بٹھا دے، ابھی کنگال فقیر بنا دے۔ سبب اس کا یہ ہے کہ جھوٹ کی تھیلی ہر وقت بھری ہے، کبھی خالی نہیں ہوتی۔ تیسرے ایسا کمبخت ہے کہ جو ہاتھ اُسے رزق دیتا ہے، اُسی کو کاٹ کھاتا ہے اور دوست و دشمن دونوں کی برابر خاک اُڑاتا ہے۔ سبب اس کا یہ ہے کہ انسانیت سے خارج ہے۔ اس لیے خوش طبعی کیے جاتا ہے، جیسی ہو سکے اور جہاں ہو سکے نہ یہ کہ جیسی ہونی چاہیے اور جہاں ہونی چاہیے۔ چوتھے چونکہ عقل سے بالکل محروم ہے اس واسطے اخلاق یا اصلاحیت کی نصیحت پر ذرا کان نہیں دھرتا۔ پانچویں چونکہ ہنسی چہل کے سوا اور کسی قابل نہیں اور ہر شخص پر فوقیت کی ہوس رکھتا ہے، اس لیے اس کا تمسخر ہمیشہ ذاتی ہوتا ہے۔"

(محمد حسین آزاد: نیرنگِ خیال، حصہ دوم)

۳-۶ دوسرے متن پر گفتگو

زندگی یک رنگ نہیں ہے۔ اس میں انسان طرح طرح کی حالتوں اور کیفیتوں سے دوچار ہوتا ہے۔ مگر ان حالتوں کو الگ الگ اسی لیے پہچانا جاتا ہے کہ ہر ایک

کی مخالف حالت موجود ہے۔ سفید کو ہم اسی لیے پہچانتے ہیں کہ سیاہی بھی موجود ہے۔ دن کو رات سے اور بڑے کو چھوٹے سے ہی پہچانا جاتا ہے۔ اوپر کے بارے میں:

اصلی	:	نقلی
نافہمی	:	دانش
بدعقلی	:	دانائی
بھری	:	خالی
دوست	:	دشمن

ایک دوسرے کے خلاف معنی ظاہر کرتے ہیں۔ اس طرح کا تضاد، کیفیت، حالت، سمت، وقت، فعل، اشیا اور ان کی جنس اور انسانی رشتوں میں نظر آتا ہے۔ اس تضاد کو ظاہر کرنے والے الفاظ کو "متضاد الفاظ" کہا جاتا ہے۔

متضاد الفاظ کبھی اپنا بالکل الگ روپ رکھتے ہیں اور کبھی لفظ کے اندر ہی کوئی تبدیلی کر کے تضاد پیدا کر لیا جاتا ہے۔ مثلاً جنس کا تضاد ظاہر کرنے والے مندرجہ ذیل گروہوں کے لفظوں کو دیکھیے:

لڑکا	:	لڑکی	۲۔ مرد	:	عورت
بیٹا	:	بیٹی	باپ	:	ماں
بھینسا	:	بھینس	شوہر	:	بیوی
ہاتھی	:	ہتھنی	بیل	:	گائے
کتا	:	کتیا			

رشتوں کا تضاد ظاہر کرنے والے بعض متضاد الفاظ:

باپ	:	بیٹا	آقا	:	نوکر
ماں	:	بیٹی	اُستاد	:	شاگرد
بھائی	:	بہن	دوست	:	دشمن
آزاد	:	غلام			
بادشاہ	:	رعیت			

سمتوں کو ظاہر کرنے والے چند متضاد الفاظ:

آگے	:	پیچھے	مشرق	:	مغرب
اوپر	:	نیچے	اِدھر	:	اُدھر

دایاں	:	بایاں	اندر	:	باہر

فعل کا تضاد ظاہر کرنے والے کچھ الفاظ :

چڑھنا	:	اُترنا	جاگنا	:	سونا
آنا	:	جانا	جوڑنا	:	توڑنا
چلنا	:	رُکنا	ہنسنا	:	رونا

متضاد کیفیتوں کو ظاہر کرنے والے الفاظ :

نیکی	:	بدی	اُمّید	:	یاس
محبّت	:	نفرت	کثرت	:	قلّت
اقرار	:	انکار	رحم	:	غضب
فتح	:	شکست	آزادی	:	غلامی

صفت ظاہر کرنے والے بعض متضاد الفاظ :

نرم	:	سخت	شریف	:	رذیل
بڑا	:	چھوٹا	ارزاں	:	گراں
پرانا	:	نیا	عیاں	:	نہاں
امیر	:	غریب	سچا	:	جھوٹا
سرد	:	گرم	اعلیٰ	:	ادنیٰ

۷-۳ متضاد الفاظ

بعض موقعوں پر متضاد الفاظ ساتھ ساتھ استعمال کیے جاتے ہیں چونکہ متضاد الفاظ دو انتہاؤں کو ظاہر کرتے ہیں، اس لیے اس صورت میں نہ صرف اس خاص حالت یا کیفیت یا شے کی نمائندگی کرتے ہیں بلکہ درمیانی تمام اشیا کا بھی احاطہ کر لیتے ہیں اور یوں وسیع تر معنی کے اظہار کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

"دوست و دشمن دونوں کی برابر خاک اُڑاتا ہے۔" (۵-۳) یہاں 'دوست و دشمن' کا مطلب ہے 'ہر شخص خواہ اس سے کیسا ہی تعلق کیوں نہ ہو'۔

اوّل و آخر فنا، باطن و ظاہر فنا
نقشِ کہن ہو کہ نو منزل آخر فنا

اس شعر میں اوّل و آخر، باطن و ظاہر، کہن - نو متضاد الفاظ کے تین جوڑے استعمال

ہوتے ہیں۔ یہاں اوّل و آخر کا مطلب ہے اوّل شے (حالت) سے لے کر آخر شے (حالت) تک اور ان کے درمیان بھی جو کچھ ہے۔

اس جملے میں "شب و روز کی محنت نے اُسے تھکا دیا۔" 'شب و روز' کا مطلب ہے ہر وقت، ایسے ہی متضاد الفاظ کے چند جوڑے اور دیکھیے:

بحر و بر	دیر و حرم
رزم و بزم	دین و دنیا
بلبل و بہار	نیک و بد
آمد و رفت	کم و بیش
آمد و خرچ	خرید و فروخت
رنج و راحت	نشیب و فراز

اپنا امتحان خود لیجیے I

۱۔ اپنی کتاب سے متضاد الفاظ کے پانچ جوڑے تلاش کر کے لکھیے:

_______________ _______________ _______________

_______________ _______________

۲۔ نیچے کی جدول کے پہلے اور تیسرے کالم میں لفظ لکھے ہیں۔ تیسرے کالم سے لفظ لے کر دوسرے کالم میں اس ترتیب سے لکھیے کہ متضاد لفظوں کا جوڑا بن جائے۔

۱	۲	۳
غلط		آج
صبح		جاہل
اقرار		صحیح
عالم		انکار
کل		شام

۴-۸ لفظوں کے جوڑ

عام بول چال میں اور لکھنے میں بھی ہم لفظوں کا استعمال کرتے ہیں، مگر یہ لفظ الگ الگ ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ اس تعلق کی بنا پر کبھی لفظ اس طرح ترتیب پاتے ہیں کہ ان سے بات پوری ہو جاتی ہے، اسے 'جملہ' کہتے ہیں۔ جیسے :

"مہمان داری وضیافت کی کل رسمیں لوگوں نے اٹھا دیں"۔ (۴-۱۰)

کبھی لفظ ایک دوسرے سے جڑے تو ہوتے ہیں مگر بات پوری نہیں کرتے۔ اس طرح کے ٹکڑوں کو 'ترکیب' کہتے ہیں۔ جیسے اسی جملے میں :

۱۔ مہمان داری وضیافت

۲۔ کل رسمیں

ان میں اگرچہ مہمان داری اور ضیافت بالکل الگ الگ لفظ ہیں اور ان میں سے ہر ایک آزادانہ طور پر استعمال ہوتا ہے، لیکن یہاں دونوں مل کر استعمال ہوئے ہیں۔ یہ مترادف الفاظ ہیں، لیکن اس طرح جڑنے والے لفظوں کا مترادف ہی ہونا ضروری نہیں ہے۔ جیسے :

۳۔ آمد و شد

۴۔ دوست دشمن

۵۔ ظرافتِ اصلی اور ظرافتِ نقلی

ان ترکیبوں میں لفظوں کو جوڑنے کے لیے 'و' اور 'اور' کا استعمال کیا گیا ہے۔ انہیں مرکبِ عطفی کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں سے (۱) میں بھی 'و' کا استعمال ہوا ہے۔ یہاں دوسرا لفظ پہلے لفظ پر کچھ اضافہ کرتا ہے، خواہ وہ مثبت سمت میں ہو یعنی مترادف لفظ کے ساتھ یا منفی سمت میں یعنی متضاد لفظ کے ساتھ، لکھنے والا اپنی بات کو زیادہ مؤثر بنا کر پیش کرنا چاہتا ہے۔ یوں ترکیب بنانے کا یہ انداز بہت عام ہے۔ لیکن پھر بھی مرکبِ عطفی کی کچھ مثالیں نیچے دی جا رہی ہیں۔ آپ ان کو ذہن میں رکھ کر اپنے الفاظ کے ذخیرے کو بڑھا سکتے ہیں اور انہیں استعمال کریں :

عیش وعشرت	قول وفعل	صنعت وحرفت
جدّوجہد	دین ودنیا	آب وہوا
غوروفکر	مکروفریب	رسم ورواج
خط وکتابت	خواب وخیال	رنگ وبُو
جنگ وجدل	نظم ونثر	سرخ وسفید
نیست ونابود	شیروشکر	تحریر وتقریر

۳-۹ کچھ دوسرے جوڑ

ان مثالوں میں کچھ لفظ ایک دوسرے کے ساتھ 'و' کے ذریعے جُڑے ہوئے ہیں۔ لیکن مثال (۲) میں جوڑنے والا لفظ کوئی نہیں ہے۔ پھر بھی دونوں لفظوں کا گہرا تعلق ہے۔ دوسرا لفظ اگر اسم (کسی چیز کا نام) ہے تو پہلا اس کی کوئی صفت بتاتا ہے۔ پہلے لفظ کو صفت اور دوسرے کو موصوف کہتے ہیں، یعنی 'کل' صفت ہے اور 'رسمیں' موصوف اور دونوں لفظ مل کر مرکبِ توصیفی کہلاتے ہیں۔ اردو میں اس کی کئی صورتیں استعمال ہوتی ہیں۔ سب سے سادہ صورت مذکورہ مثال میں ہے، جہاں پہلے صفت اور پھر موصوف رکھ کر 'مرکبِ توصیفی' بن جاتا ہے ؎

کیا سماں اس بہار کا ہو بیاں ہر طرف صاف ندیاں تھیں رواں
تھے اناروں کے بے شمار درخت اور پیپل کے سایہ دار درخت

صاف ندیاں' بے شمار درخت' سایہ دار درخت یہ سب مرکبِ توصیفی ہیں۔

۷-۳ میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ دو لفظ 'و' یا 'اور' کے ذریعے جُڑ جاتے ہیں۔ اسی طرح کا لفظ 'کا' (کی، کے) بھی ہے جو دو اسموں کے درمیان آکر ان کو ایک دوسرے سے جوڑ دیتا ہے۔

کٹوروں کی جھنکار	جھوٹ کی تھیلی
سَودے والوں کی پکار	اس قسم کے کام

اس جوڑ سے دو اسموں کے درمیان جو تعلق پیدا ہوتا ہے' اسے 'اضافت' کہتے ہیں۔ جس چیز کا تعلق ہوتا ہے اسے 'مضاف' اور جس سے تعلق ہوتا ہے' اُسے "مضاف الیہ" کہا جاتا ہے۔ ان مثالوں میں "جھنکار' پکار' تھیلی' کام" مضاف

ہیں اور کٹوروں، سودوں والوں، جھوٹ، اس قسم "مضاف الیہ"۔ ان لفظوں کے اس طرح ملنے سے جو ترکیب بنتی ہے اسے "مرکبِ اضافی" کہتے ہیں۔ اضافت 'کا'، (کی، کے) استعمال ہونے کی صورت میں عام طور پر 'مضاف الیہ' پہلے 'مضاف' بعد میں آتا ہے۔ اوپر کی مثالوں میں آپ یہ بات دیکھ سکتے ہیں، لیکن کبھی کبھی یہ ترتیب بدل جاتی ہے ۔ سہ

کیا بھروسا ہے زندگانی کا
آدمی بلبلا ہے پانی کا

'بھروسا زندگانی کا' ← زندگانی کا بھروسا؛ 'بلبلا پانی کا' ← پانی کا بلبلا

عام طور پر یہ تبدیلی نظم میں ہوتی ہے، جہاں شعر کے وزن کو برقرار رکھنے کے لیے لفظوں کو کچھ آگے پیچھے کرنا پڑتا ہے، لیکن نثر میں بھی اس استعمال پر کوئی پابندی نہیں، بلکہ اس سے بات میں زور پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً 'سبب اس کا یہ ہے' کہنا 'اس کا سبب یہ ہے' کہنے کے مقابلے میں زیادہ زور رکھتا ہے۔

۳ - ۱۰ اضافت

اس اضافت سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے، وہ کبھی ایک چیز کی دوسری پر ملکیت ظاہر کرتا ہے۔ جیسے: 'لڑکے کا قلم' اس میں لڑکا مالک ہے اور 'قلم' اس کی ملکیت ہے۔ لیکن اس کے علاوہ اور بھی کئی طرح کے تعلق اضافت سے ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسے: 'کٹوروں کی جھنکار'؛ 'سودے والوں کی پکار' میں 'کی' سے جھنکار اور پکار کی خصوصیت معلوم ہوتی ہے۔

اضافت کا یہ تعلق کبھی 'کا' (کی، کے) کے بجائے صرف زیر (ـِ) سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ جیسے بازارِ موت (= موت کا بازار) اس صورت میں مضاف پہلے آتا ہے۔ اور مضاف الیہ بعد میں۔ یہاں 'بازار' مضاف ہے اور 'موت' مضاف الیہ۔

ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا — روتے روتے غمِ فرقت میں فنا ہو جانا
کس سے محرومیِ قسمت کی شکایت کیجیے — ہم نے چاہا تھا کہ مر جائیں سو یہ بھی نہ ہوا
یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا — اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

ان اشعار میں 'غمِ فرقت' (= فرقت کا غم)؛ محرومیِ قسمت (= قسمت کی محرومی) وصالِ یار (= یار کا وصال) اسی طرح کی اضافت کی مثالیں ہیں۔

اگرچہ اضافت دو اسموں کو جوڑنے کے کام آتی ہے، لیکن کبھی صفت اور موصوف کے درمیان بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ یہاں اضافت (ـــِ) کے معنی "کا" نہیں ہوتے اور اس اضافت سے مرکب اضافی بننے کے بجائے 'مرکبِ توصیفی' بنتا ہے۔ مرکب توصیفی میں آپ دیکھ چکے ہیں (۸-۳-۱) کہ صفت پہلے آتی ہے اور موصوف بعد میں۔ لیکن اضافت کے استعمال سے یہ ترتیب بدل جاتی ہے۔ جیسے :

ظرافتِ اصلی

ظرافتِ نقلی

۵ دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے آخر اس درد کی دوا کیا ہے (دلِ ناداں)

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی

یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے (تہذیبِ حاضر)

ع دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی (صبحِ روشن)

ع جدا پارے سے ہو سکتی نہیں تقدیرِ سیمابی (تقدیرِ سیمابی)

ان سب مرکبات میں دوسرا لفظ صفت ہے اور پہلا موصوف۔ اگر اضافت کا زیر (ـــِ) ہٹا دیا جائے تو صفت کو پہلے لانا ہوگا۔

زیر کے استعمال سے ایک لفظ (کا) کم ہو جاتا ہے اور اس طرح لکھنے میں لفظی کفایت کا فائدہ ہوتا ہے۔

یہ زیر کبھی ہمزہ (ۂ) کی شکل میں بدل دیا جاتا ہے جیسے :

ع مشہور تو جہاں میں ہے دیوانۂ حجاز

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایۂ رعنائی تھا نازشِ موسمِ گل لالۂ صحرائی تھا

یہاں 'دیوانۂ حجاز'، 'مایۂ رعنائی' اور 'لالۂ صحرائی' مرکب اضافی ہیں اور 'دیوانہ'، 'مایہ'، 'لالہ' کی ہمزہ (ۂ) اضافت کے لیے ہے۔

۳-۱۱ تشبیہ

جب کسی مشترک صفت کی بنا پر ایک چیز کو دوسری کے مانند بنایا جاتا ہے تو اُسے تشبیہ کہتے ہیں۔ جیسے :

حامد شیر جیسا بہادر ہے۔

یہاں بہادری کی صفت حامد اور شیر میں مشترک ہے اور ان دونوں میں تشبیہ کا رشتہ

ہے۔ کبھی اضافت بھی تشبیہ کا کام دیتی ہے۔

ع طبعِ آزاد پہ قیدِ رمضاں بھاری ہے (قیدِ رمضاں = رمضان جو قید کی طرح ہے)

ع نغمۂ اُمّید تیری بربطِ دل میں نہیں (بربطِ دل = دل جو بربط کی طرح ہے)

ع شمعِ حق سے جو منوّر ہو یہ وہ محفل نہ تھی (شمعِ حق = حق جو شمع کی طرح ہے)

مشق II

۱۔ مندرجہ ذیل اشعار کو پڑھیے اور بتایئے خط کشیدہ الفاظ کس طرح کی ترکیبیں ہیں:

(۱) بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق — عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

(۲) جو ہے پردے میں نہاں چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے — زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

(۳) لگی نہ میری طبیعت ریاضِ جنّت میں — پیا شعور کا جب جامِ آتشیں میں نے

(۴) ع دیا جہاں کو کبھی جامِ آخریں میں نے

(۵) سچ کہدوں اے برہمن گر تو برا نہ مانے — تیرے صنم کدوں کے بُت ہو گئے پرانے

(۶) اپنوں سے بیر رکھنا تو نے بتوں سے سیکھا — جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے

(۷) تنگ آ کے میں نے آخر دیر و حرم کو چھوڑا — واعظ کا وعظ چھوڑا چھوڑے ترے فسانے

(۸) پتھر کی مورتوں میں سمجھا ہے تو خدا ہے — خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرّہ دیوتا ہے

۳-۱۲ تیسرا متن

باتوں باتوں میں ہم بہت دُور نکل آئے۔ بات شروع ہوئی تھی نذیر احمد کے ناول کے ایک ٹکڑے سے، آیئے نذیر احمد کے اس ناول "توبۃ النّصوح" کی طرف واپس چلیں:

نذیر احمد کے ناول کا ایک ٹکڑا پڑھیے:

"قصہ کوتاہ کلیم شیخ چلّی کے سے منصوبے سوچتا ہوا اپنے دوست مرزا ظاہر دار بیگ کے مکان پر پہنچا۔ ہر چند ابھی کچھ ایسی بہت رات نہیں گئی تھی لیکن مرزا جیسے بے فکرے، نکھٹّو کبھی کی لمبی تان کر سو چکے تھے۔

کلیم نے دروازے پر دستک دی تو جواب ندارد۔

کلیم سے اور مرزا سے محفلِ مشاعرہ میں تعارف پیدا ہوا تھا۔ شدہ شدہ مرزا صاحب کلیم کے مکان پر تشریف لانے لگے۔ یہاں تک کہ اب چند روز سے تو دونوں میں ایسی گاڑھی چھننے لگی تھی کہ گویا ایک

جان دو قالب تھے کلیم کو تو مرزا کے مکان پر جانے کا کبھی بھی اتفاق نہیں ہوا تھا، مگر مرزا شام کو تو کبھی کبھی لیکن صبح کو بلا ناغہ آتے اور تمام تمام دن کلیم کے پاس رہتے۔ مرزا نے اپنا اصلی حال کلیم پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔ کلیم یہی جانتا تھا کہ جمعدار کا تمام ترکہ مرزا کو ملا اور وہ جمعدار کی محلسرا کو مرزا کی محلسرا سمجھتا تھا۔ اسی غلط فہمی میں وہ گھر سے نکلا تو سیدھا جمعدار کی محلسرا کی ڈیوڑھی پر جا موجود ہوا۔"

۳-۱۳ تیسرے متن پر گفتگو

آپ نے دیکھا کہ کس طرح دو یا دو سے زیادہ لفظ مل کر ایک مرکّب بناتے ہیں ان لفظوں کے مجموعی معنی وہی ہوتے ہیں جو الگ الگ الفاظ کے معنی ہیں۔ لیکن کبھی دو یا دو سے زیادہ لفظ مل کر ایسے معنی دیتے ہیں جو لفظوں کے اصل معنی سے مختلف ہوتے ہیں۔ ایسے مرکّب کو محاورہ کہتے ہیں۔ اوپر کے پارے میں "ایسی گاڑھی چھننے لگی تھی" کے معنی ہیں "بہت گہرے تعلّقات ہو گئے تھے۔ بہت زیادہ ربط ضبط ہو گیا تھا"۔ یہ معنی اس ترکیب کے لفظوں کے نہیں ہیں بلکہ اہلِ زبان نے لغت سے ہٹ کر اس ترکیب کے یہی معنی استعمال کرنا شروع کر دیے ہیں۔ ایسے ہی "ایک جان دو قالب تھے" کا مطلب ہے: "نہایت گہرے دوست تھے"۔ یہاں بھی الگ الگ لفظوں کے جو لغوی معنی ہیں ترکیب کے معنی اس سے مختلف ہیں۔ آپ اگر چاہیں کہ ان میں سے ہر لفظ کے معنی لغت میں دیکھ کر کوئی مطلب نکال لیں تو صحیح مفہوم تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہر زبان میں اس طرح کے محاورے اس کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں۔ ان میں نہ صرف کسی خاص مفہوم کو اچھوتے انداز میں پیش کر دیا جاتا ہے بلکہ اس سماج کی سمجھ بوجھ اور صدیوں کا تجربہ بھی ان محاوروں میں شامل ہوتا ہے۔

۳-۵ میں بھی ایسے ہی بعض محاورے استعمال ہوتے ہیں :

ابھی چٹکیوں میں اُڑا دے = ذلیل اور رُسوا کر دے، حقیر بنا دے

دوست دشمن دونوں کی خاک اُڑاتا ہے = دوست دشمن دونوں کو ذلیل کرتا ہے

نصیحت پر ذرا کان نہیں دھرنا = نصیحت نہیں سُننا۔

آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ جُز ۲-۳ میں بھی ایسے ہی بعض محاورے استعمال ہوئے ہیں۔

اب سے دور = خدا کرے اب ایسے حالات ہم سے دُور رہیں

بازارِ موت گرم تھا = بہت موتیں واقع ہو رہی تھیں۔

(محاورہ: بازار گرم ہونا)

کھوے سے کھوا چھلتا تھا = لوگوں کی بہت بھیڑ رہتی تھی، چہل پہل رہتی تھی

دن دوپہر = دن کے اُجالے میں

کُل رسمیں لوگوں نے اُٹھا دیں = کُل رسمیں ختم کر دیں

گھر میں اٹوانٹی کھٹوانٹی لے کر پڑ رہا = غم اور مایوسی کے عالم میں بیزار اور مایوس ہو کر گھر میں پڑ گیا۔

۳۔۱۴ تیسرے متن کے بارے میں کچھ اور باتیں۔ ضرب المثل اور محاورے

کبھی کبھی اس طرح کے محاوروں کے پیچھے کوئی تاریخی واقعہ بھی ہوتا ہے اور اس سے ہماری تہذیب اور معاشرت پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اس واقعے کو ہم بھول چکے ہوتے ہیں۔ لیکن محاورے میں اس کی نشانی باقی رہ جاتی ہے۔ اس طرح کے محاوروں کو "کہاوت" یا "ضرب المثل" کہا جاتا ہے۔ جیسے:

"کلیم شیخ چلّی کے منصوبے سوچتا ہوا اپنے دوست مرزا ظاہر دار بیگ کے مکان پر پہنچا۔"

(۳-۱)

یہاں شیخ چلّی ایک فرضی شخصیت ہے۔ وہ ہمیشہ ناقابلِ عمل اور احمقانہ باتیں سوچا کرتا تھا۔ "شیخ چلّی کے منصوبے سوچنا" کا مطلب ہے "بے بنیاد اور ناقابلِ عمل باتیں سوچنا"۔

عام طور پر ضرب الامثال (ضرب المثل کی جمع) کا فقرہ جوں کا توں استعمال ہوتا ہے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی جاتی۔

ذیل میں کچھ محاورے اور ضرب الامثال درج ہیں۔ ان کے معنی بھی دیے گئے ہیں۔ ساتھ ہی ایک ایک جملہ میں ان کا استعمال بھی دکھایا گیا ہے۔

محاورہ	معنی	استعمال
ہاتھوں کے توتے اُڑنا	بھونچکا رہ جانا، حواس باختہ ہو جانا	اپنی معطلی کی خبر سن کر اس کے ہاتھوں کے توتے اُڑ گئے

محاورہ	معنی	استعمال
پانی پانی ہونا	بہت شرمندہ ہونا	وہ نقل کرتے ہوئے پکڑا گیا تو شرم سے پانی پانی ہو گیا
توتے کی سی آنکھیں پھیر لینا	بے وفائی کرنا	آقا کی دولت ختم ہوئی تو ملازموں نے توتے کی سی آنکھیں پھیر لیں۔
اپنا اُلو سیدھا کرنا	اپنا مطلب نکالنا، اپنی غرض پوری کرنا	غرض مند لوگ اپنا اُلو سیدھا کر کے الگ ہو گئے۔ اپنے آقا کی رسوائی کا کچھ خیال نہ کیا۔
پیٹ کا ہلکا ہونا	راز داری کا اہل نہ ہونا	وہ پیٹ کا بہت ہلکا ہے۔ اس سے راز داری کی کوئی اہم بات نہیں کہنی چاہیے۔
بال کی کھال نکالنا	کسی بات پر جرح کر کے اس کی تہہ تک پہنچنا۔	وکیل لوگ عدالت میں بال کی کھال نکالتے ہیں۔
بغلیں بجانا	خوشیاں منانا	اپنے دشمن کی شکست کی خبر سن کر وہ بغلیں بجانے لگے۔
خربوزے سے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے	صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔	بچوں کو بری صحبت میں نہ بیٹھنے دو کہ خربوزے سے خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔
لوہے کے چنے چبانا	بہت دکھ اٹھانا، نہایت مشکل کام انجام دینا	حکومت چلانا کوئی آسان کام نہیں۔ اس میں لوہے کے چنے چبانے پڑتے ہیں۔
چار چاند لگنا	عزت اور مرتبہ بڑھ جانا، رونق بڑھ جانا	بیٹیوں کی تعلیم کے بعد اس کے خاندان کو چار چاند لگ گئے۔
ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا	اپنی کسی خامی کے لیے دوسروں کو قصوروار ٹھہرانا	اس کی بے ہنگم تقریر کو لوگوں نے نہیں سُنا تو وہ سامعین کو جاہل قرار دینے لگا۔ سچ ہے ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔

اپنا امتحان خود لیجیے II

۱۔ ذیل میں محاورے کی کچھ تعریفیں دی جارہی ہیں۔ ان میں سے صحیح تعریف کون سی ہے ؟

الف۔ جس بات کی ہمیں مشق ہو جائے۔

ب۔ الفاظ کا ایسا مجموعہ جس سے حقیقی معنی کے علاوہ کوئی اور معنی لیے جاتے ہیں۔

ج۔ وہ الفاظ جو شاعر استعمال کرتا ہو۔

د۔ الفاظ کا ایسا مجموعہ جسے پرانے لوگوں نے استعمال کیا ہو۔

۲۔ ۱۲-۳-۱ میں دیے ہوئے محاوروں میں سے پانچ کو استعمال کرتے ہوئے جملے بنائیے۔

۳۔ مرکبِ توصیفی اور مرکب اضافی کسے کہتے ہیں ؟ (۲۰ الفاظ)

۴۔ اضافت سے کیا مراد ہے ؟ (۲۰ الفاظ)

۵۔ مترادفات اور متضاد الفاظ سے کیا مراد ہے ؟ (۲۰ الفاظ)

۱۵-۳ خلاصۂ بحث

اس اکائی کو ختم کرتے ہوئے آپ کو اندازہ ہوا ہوگا کہ لفظوں کا باہمی تعلق بہت گہرا ہے۔ کبھی وہ ایک دوسرے کے بدل کے طور پر استعمال ہوتے ہیں اور اس طرح ایک دوسرے کے مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ مترادفات کبھی ایک دوسرے کے مخالف ہوتے ہیں اور ٹکراتے ہیں (متضاد)۔ کبھی ایک دوسرے سے اضافت یا حرفِ عطف یا کسی دوسرے طریقے (مرکبِ توصیفی یا مرکبِ اضافی) سے مل کر نیا مفہوم دینے لگتے ہیں۔ کبھی کئی لفظ مل کر محاورہ یا ضرب المثل بن جاتے ہیں۔ غرض زبان کو اپنا مطلب ادا کرنے کے لیے لفظوں کو نت نئے رنگوں میں استعمال کرنا پڑتا ہے اور جو کوئی زبان پر قدرت حاصل کرنا چاہے، اُسے لفظوں کے اس نظام پر بھی قدرت حاصل کرنا پڑتی ہے۔

جوابات

مشق I

۳۔ شور ۔ غُل
ظلم ۔ ستم
رواج ۔ رسم
تغیّر ۔ تبدّل
عشرت ۔ عیش
الم ۔ غم
تکریم ۔ تعظیم
غلط ۔ صحیح

اپنا امتحان خود لیجیے : I

صبح ۔ شام
اقرار ۔ انکار
عالم ۔ جاہل
کل ۔ آج

مشق II

آتشِ نمرود ۔ مرکّب اضافی
لبِ بام ۔ مرکّب اضافی
چشمِ بینا ۔ مرکّب توصیفی
زمانے کی طبیعت ۔ مرکّب اضافی
ریاضِ جنّت ۔ مرکّب اضافی (تشبیہی)
جامِ آتشیں ۔ مرکّب توصیفی
جامِ آخریں ۔ مرکّب توصیفی
صنم کدوں کے بُت ۔ مرکّب اضافی
جنگ و جدل ۔ مرکّب عطفی

دیر و حرم - مرکبِ عطفی
واعظ کا وعظ - مرکب/اضافی
خاکِ وطن - مرکب اضافی

اپنا امتحان خود لیجیے II

(ا) ——— (ب)

مزید مطالعے کے لیے:

قواعد اُردو : ڈاکٹر عبدالحق
اردو کیسے لکھیں : رشید حسن خاں
اردو صرف و نحو : ڈاکٹر انصاراللہ